سابقہ امتحانات - اسلامیات 2023

س 1: پیغمبر ~~[illegible]~~ اقدس کی حیاتِ طیبہ جنگی حکمتِ عملی کے لیے نمونہ عمل ہے - وضاحت کریں۔

تعارف

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ تمام مسلمانوں اور بنی نوع انسان کے لیے عملی نمونہ ہے جو زندگی کے ہر معاشی، معاشرتی، سیاسی، سماجی اور اخلاقی پہلوؤں کے لیے ہدایت فراہم کرتی ہے۔ انہی ایک پہلوؤں میں سے ایک اہم مسئلہ **جنگ اور جنگی حکمتِ عملی** کے تحت کی جانے والی منصوبہ بندی ہے۔ آنحضرت نے اپنی اعلان نبوت سے لے کر دنیا سے پردہ کر جانے تک بے شمار جنگیں لڑیں اور بحیثیت سپہ سالار مسلمانوں کو مختلف طرز، طریقوں اور حکمتِ عملی سے آگاہ کیا اور بہترین سپہ سالار اور جنگی حکمتِ عملی کی بہترین ~~مسلمان~~ مثال قائم کیں۔ ان تمام جنگی کارروائیوں کے نتیجے میں دس لاکھ مربع میل پر مشتمل وسیع اسلامی ریاست قائم ہوئی۔ بے شک اسلام نے دین کے فروغ کے لیے جنگ کا حکم دیا اور جنگ کے بہترین اصول اور طریقہ کار کے لیے رسول اللہ ﷺ نے عملی نمونہ پیش کر دیا۔ ارشادِ ربانی ہے:

وقاتلوهم حتى لا تكون فتنة ويكون الدين لله

"اور ان سے لڑو یہاں تک کہ فساد باقی نہ رہے اور دین اللہ کا قائم ہو جائے۔" (البقرہ: 195)

بقول اقبال:

یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

Give the main heading relevant to the qs statement and use phrases from the qs statement

رسول ﷺ کی طرف سے کی جانے والی جنگی مقاصد میں تبدیلیاں

رسول ﷺ نے جنگی مقاصد کو یکسر بدل دیا۔ جن کا منشا رضاء الٰہی کا حصول اور احکاماتِ الٰہی کی تعمیل تھی۔ جیسا کہ درج ذیل ہے:

i) اسلام کی دفاع کے خاطر
ii) فتنہ کے قلع قمع کرنے کے لیے۔

iii) جارحیت کے خلاف لڑنا اور ملک کا دفاع
iv) نظامِ حق و انصاف قائم کرنا اور ظلم و ستم کا قلع قمع کرنا
v) فساد فی الارض کا خاتمہ
vi) اسلام کی راہ میں حائل رکاوٹیں ختم کرنا

نبی کریمؐ کی جنگی حکمتِ عملی

نبی کریمؐ کی پہلی جنگ، غزوہ بدر جو محض 313 مسلمانوں نے 1000 کے لشکرِ کفار سے لڑی اور فتح حاصل کی وہ بلاشبہ رسولؐ کے بہترین سپہ سالار اور بہترین جنگی حکمتِ عملی کے تحت ہوا۔ آپؐ نے اپنی پوری زندگی جنگی حکمتِ عملی کے تحت بہت سے اقدامات کیے جس میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں۔

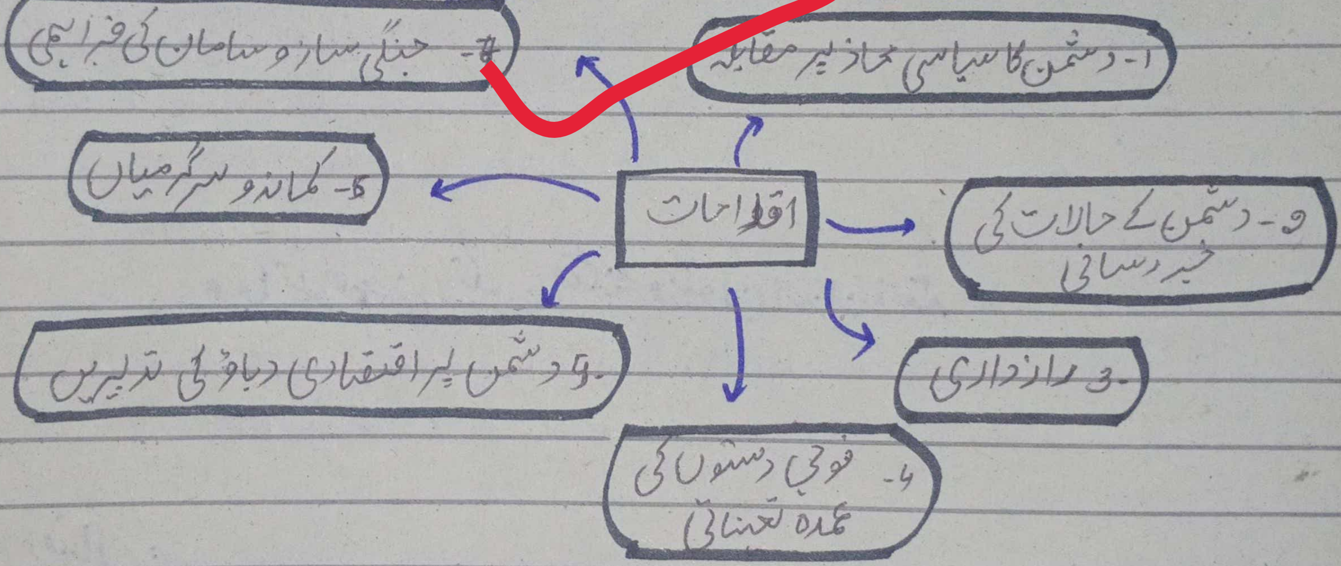

1- دشمن کا سیاسی محاذ پر مقابلہ

ابتدا میں پورے عرب کی مخالفت آپؐ کے ساتھ تھی۔ آپؐ نے مدینہ ہجرت فرمانے کے بعد اپنے مخالفین کی تعداد کو کم کرنے کی کوشش کی۔ آپؐ نے مدینہ کے غیر مسلموں کے ساتھ میثاقِ مدینہ طے کیا جس کی ایک شرط یہ بھی تھی کہ بیرونی حملہ آور کے خلاف سب مل کر اہلِ مدینہ اور شہر کا دفاع کریں گے۔ اس سے فائدہ یہ حاصل ہوا کہ مدینہ کے غیر مسلم اور مدینہ کے گرد و نواح کے قبیلے کم از کم کھلم کھلا قریش سے مل کر مسلمانوں سے دشمنی نہ کر سکے۔ ارشادِ ربانی ہے:

"اور کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں

Try to add the Arabic of quranic ayats

اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں اور ہمارے لیے اپنے یہاں سے کوئی حمایتی کردے اور ہمارے لیے اپنے یہاں سے کوئی مددگار بنادے۔" (النساء: 75)

۵۔ دشمن کے حالات کی خبر رسانی

حضور ﷺ نے دشمن کی خبریں حاصل کرنے کا عمدہ اہتمام فرما رکھا تھا۔ آپ ﷺ نے مستعد اور ہوشیار خبر رساں اس کام پر مامور فرما رکھے تھے۔ گاہ بگاہ معلوماتی مہمیں بھی اس مقصد کے لیے روانہ فرماتے۔ چنانچہ دشمن کی سرگرمیوں کی آپ ﷺ کو فورا اطلاع ہو جاتی تھی۔ مثلاً جنگ بدر کے لیے قریش مکہ کا لشکر مدینہ پر چڑھائی کے لیے روانہ ہوا تو آپ ﷺ کو فورا خبر مل گئی۔ ارشاد ربانی ہے:

وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین

"اور اللہ کی راہ میں ان سے لڑو جو تم سے لڑیں اور زیادتی نہ کرو، بے شک اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔" (البقرہ: 190)

۶۔ رازداری

حضور ﷺ اپنے ارادوں اور جنگی چالوں کو مناسب وقت سے پہلے کسی پہ ظاہر نہ فرماتے تھے بلکہ مکمل رازداری سے کام لیتے تھے۔ یہ ایک نہایت کامیاب اور عظیم سپہ سالار کا طریقہ کار ہے۔ ایسا کرنے سے ایک تو دشمن آپ کے ارادوں اور جنگی تدبیروں سے مکمل طور پر بے خبر رہتا اور ان کا توڑ کرنے کے قابل نہیں ہو پاتا۔ دوسرے اسلامی سپاہ کے کئی نفسیاتی مسائل پیدا نہ ہوتے۔

Add a line space between headings for neatness

۷۔ دشمن پر اقتصادی دباؤ کی تدبیریں

قریش مکہ کے مال و دولت کے مقابلے میں مہاجرین و انصار کافی پسماندہ تھے۔ ان حالات میں حضور ﷺ نے قریش مکہ کے تجارتی راستوں کی ناکہ بندی فرما کر ان پر خوب اقتصادی دباؤ ڈالا تاکہ وہ جنگی جنون سے باز آجائیں۔ جنگ بدر کے بعد قریش مکہ پر شام کا راستہ بند کر دیا۔ انہوں نے عراق سے قافلے بھیجنے چاہے تو آپ ﷺ نے چھوٹے اسلامی دستے بھیج کر وہ راستہ بھی بند کر دیا۔ چنانچہ قریش کی معاشی طور پر کمر ٹوٹ گئی۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ مکہ کے سردار ابو سفیان کو مدینہ بھیج کر آپ ﷺ سے دعا کی التجا کرنی پڑی۔

Add references/examples against each of your arguments

5- کمانڈو سرگرمیاں

آپ ﷺ بعض امور کے لیے جانباز ساتھی (کمانڈوز) روانہ فرماتے۔ مثلاً ایک یہودی کعب بن اشرف کو کمانڈو ایکشن سے قتل کروایا۔ یہ بدفطرت شخص مدینہ میں اپنے ننھیال بنو نضیر کے یہاں رہتا تھا۔ یہ نہ صرف مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتا تھا بلکہ عشقیہ اشعار میں مسلم خواتین کے نام مسلمانوں کو ذہنی اذیت بھی پہنچاتا تھا۔

6- فوجی دستوں کی عمدہ تعیناتی

حضور ﷺ میدانِ جنگ میں اپنے فوجی دستوں کی تعیناتی جنگی نقطہ نظر سے نہایت اہم جگہوں پر کرتے۔ مثلاً جنگ بدر میں پانی کے چشموں پر مسلمانوں کا قبضہ تھا تاہم رسول ﷺ نے انتہائی رحمدلی سے کام لیتے ہوئے قریشِ مکہ کو بھی وہاں سے پانی لینے کی اجازت فرما دی۔ غزوہ احد میں مقررہ تیر انداز جب مالِ غنیمت سمیٹنے کے لیے وہاں سے ہٹ گئے اور آپ ﷺ کے حکم کی پاسداری نہیں کی تو دشمن نے عقب سے حملہ کیا اور انکا شدید نقصان کیا۔

7 جنگی ساز و سامان کی فراہمی و تیاری

آپ ﷺ نے کسی بھی جنگ سے نمٹنے کے لیے جنگی ساز و سامان کی تیاری کا حکم دیا۔ ارشادِ ربانی ہے:

"اور ان سے لڑنے کے لیے جو کچھ قوت اور صحت مند گھوڑوں سے جمع کر سکو تیار رکھو کہ اس سے اللہ کے دشمنوں پر اور تمہارے دشمنوں پر اور ان کے سوا دوسروں پر رعب پڑے، جنہیں تم نہیں جانتے اللہ انہیں جانتا ہے اور اللہ کی راہ میں جو کچھ تم خرچ کرو گے تمہیں (اس کا ثواب) پورا ملے گا اور تم سے بے انصافی نہیں ہوگی۔"

رسالت مآب کا طریقہ جنگ

زمانہ جاہلیت کی جنگوں میں عموماً طور پر فوج میں صف بندی نہیں کی جاتی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے فوج کے اندر صف بندی کا طریقہ متعارف کروایا۔ نبوی طریقہ کے مطابق اسلامی فوج کو 5 حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

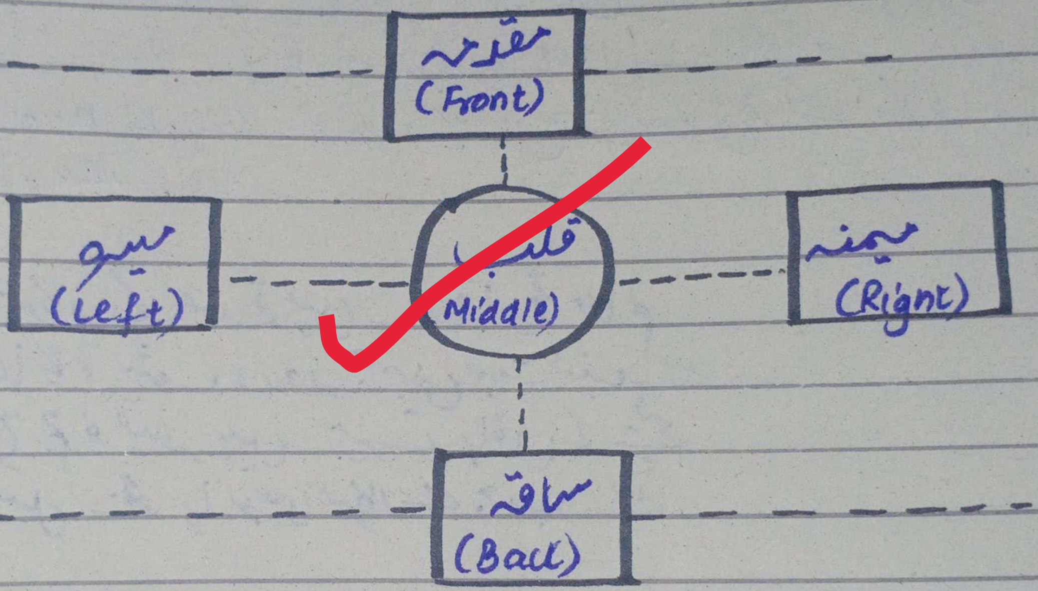

- اسلامی فوج میں قلب (centre) درمیان میں جنگ کرنی والی فوج کو کہا جاتا ہے۔
- میمنہ دائیں طرف والی فوج جب کہ میسرہ بائیں طرف والی فوج کو کہتے ہیں۔
- مقدمہ سب سے آگے لڑنے والی فوج کو جبکہ ساقہ پشت میں رہنے والی فوجی دستے کو کہتے ہیں۔
- اسلامی فوج کو کچھ ایسے تقسیم کیا جاتا تھا:-

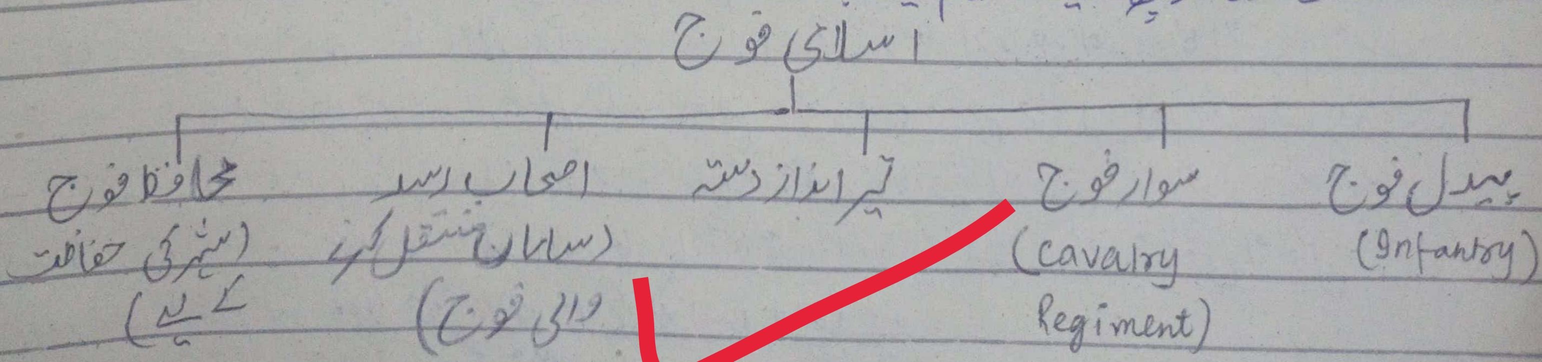

جدید جنگی صفات اور اسوۂ رسولؐ

۱) پختہ ارادہ

~~[illegible]~~ داعیِ اعظم نے تن تنہا مشرکین اور منافقین کے غیظ و غضب اور مخالفین کا مقابلہ کیا۔ نزولِ وحی سے لے کر آخری دم تک آپؐ ذرا بھر بھی متزلزل نہ ہوئے۔ آپؐ کے مضبوط ارادے نے خوف ناک سے خوف ناک صورت حال پر بھی قابو کیا۔ یہ آپؐ کا عزم راسخ ہی تھا جس میں آپؐ نے مدینہ کے اندر یہودیوں اور منافقوں کی ریشہ دوانیوں کو توڑا اور اسلام کے دشمنوں کی قوت کا خاتمہ کر ڈالا۔

2- واضح اور فوری احکام

سپہ سالار کے لیے ضروری ہے کہ وہ حسب ضرورت فوراً احکام صادر کرے تاکہ انھیں احکام کی بنا پر اپنی پالیسی استوار کر سکے اور گھمسان کی جنگ میں وہ اس پالیسی کے مطابق عمل کر سکے۔ احکام کے صحیح اور واضح ہونے کا انحصار دو امور پر موجود ہے۔

i) سپہ سالار کی قابلیت و بصیرت
ii) معلومات کا حصول

3- معلومات کا حصول

آپؐ مختلف طریقوں سے معلومات حاصل کرتے تھے۔

i) جاسوسوں کے واسطے سے
ii) شخصی اطلاعات سے
iii) قیدیوں سے
iv) عقل مند لوگوں کے مشورے کے ذریعے

4- مسئولیت کا تحمل

جرنیل کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے تمام فیصلوں کی مسئولیت کا بوجھ اٹھائے۔ مسلمانوں میں کوئی ایسا آدمی نہ تھا جو رسولؐ کے ساتھ تمام جنگی و غیر جنگی اعمال میں عظیم ذمہ داری برداشت کر سکتا۔ آپؐ نے یہ ذمہ داری ابتدائے کار سے لے کر آخر تک نبھائی۔ مثلاً سریہ عبداللہ بن جحش میں آپؐ کی ہدایت کے برعکس ایک آدمی قتل ہو جاتا تو آپؐ اس کا خون بہا ادا کرتے ہیں۔ الغرض یہ کہ ہادی برحق تمام معلومات کی ذمہ داری قبول فرماتے۔

5- نفسیات اور صلاحیتوں کی معرفت

رسولؐ اپنے رفقا کی نفسیات اور ان کی صلاحیتوں سے واقف تھے۔ اصل وجہ شاید یہ بھی ہو کہ آپؐ ان میں ایک فرد کی طرح زندگی گزارتے تھے اور رنج و راحت میں ان کے ساتھ شریک رہتے۔ رسولؐ نے احد کے دن ایک تلوار ہاتھ میں پکڑی اور فرمایا: اس تلوار کو اس کے حق کے ساتھ کون پکڑے گا۔ کئی آدمی آپؐ کی طرف بڑھے پر آپؐ نے تلوار کسی کو نہ دی۔ یہاں تک کہ ابو دجانہ نے فرمایا اس تلوار کو اس کے حق کے ساتھ کون پکڑے گا۔ یا رسول اللہ اس تلوار کا حق کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا "دشمن پر اتنی ضربیں لگا کہ تلوار ٹیڑھی ہو جائے۔"

6- اشاعت اسلام اور تلوار

سپہ سالارِ اعظم نے کبھی بھی تلوار کا استعمال بے جا نہیں کیا کیونکہ جبراً اشاعت اسلام کی ممانعت قرآن مجید نے کی ہے:

لا اکراہ فی الدین

"دین میں کوئی جبر نہیں"۔

غزوات پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان ہمیشہ دشمن فوج کے مقابلے اقلیت میں رہے۔ نہ صرف تعداد بلکہ جنگی ساز و سامان میں بھی کمزور ہوتے۔ لیکن کبھی بھی ایسا نہیں ہو سکتا کہ کمزور اپنے ہاتھ میں تلوار لے کر زبردستی کسی کو اپنے مذہب میں داخل کرے۔ ایسا البتہ ضرور ہوا کہ کمزور فوج نے طاقتور قوم کا قومی بقا کے لیے دلیری سے مقابلہ کیا اور انکو نیچا دکھایا۔ ان تمام حقائق سے واضح ہوتا ہے کہ رسولؐ دنیا کے سب سے بڑے سپہ سالار ہیں۔ جس کا اعتراف غیر مسلم بھی کرتے۔

"میں نے پندرہ سال کے محدود عرصے میں فرزند صحرا (رسولؐ) کی نمایاں کامیابیوں پر انگشت بدنداں ہوں۔ یہ ایسا کارنامہ ہے جو حضرت موسیٰؑ پندرہ سو سال میں بھی انجام نہ دے سکے۔"

(نپولین)

7) فوج سے ہمدردی

دنیا کے مشہور جرنیلوں کے حالات دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہی جرنیل سب سے زیادہ کامیاب ہوا ہے جو اپنے فوجیوں کے ساتھ نہایت فراخدلی سے پیش آتا رہا ہے۔

(i) آپؐ غزوات میں ہمیشہ سپاہیوں کی طرح کام کیا کرتے تھے۔ مثلاً غزوہ خندق میں آپؐ نے بطور خود تمام سپاہیوں کے ساتھ خندق کھودنے میں برابر شراکت داری کی۔

(ii) غزوہ بدر میں اسلامی فوج کے پاس سواریاں کم تھیں۔ آپؐ نے دیگر صحابہ کی طرح دو اور صحابہ کے ساتھ ایک اونٹ کی باری باری سواری کی۔

(iii) مسجد نبویؐ کی تعمیر کے وقت باقی کارگروں اور صحابہ کے شانہ بشانہ کام کیا جیسا کہ اینٹیں اٹھائی، پانی بھرنا وغیرہ۔

رسولؐ کی جنگی حکمت عملی کا تنقیدی جائزہ

ضبط، انتظام، تدبر، قوت ارادی کی پختگی اور فنونِ جنگ کی مہارتِ کاملہ کے علاوہ سب سے آخری صفت جس کا ایک جرنیل میں پایا جانا نہایت اہم ہے وہ ہے اسکی حکمت عملی۔ کسی جرنیل کی حکمت عملی کا یہ بہت بڑا ثبوت ہے کہ وہ کم سے کم خون ریزی کے ساتھ زیادہ سے زیادہ ملک فتح کیے۔

رسالت مآبؐ کے زمانہ حیات میں کم و بیش 80 لڑائیاں شمار کی جاسکتی ہیں جس میں غزوات و سرایا کے مقتولین کی کل تعداد قریباً 1018 ہے۔ دیکھا جائے تو فی جنگ ۱۳ سے بھی کم اوسط نکلتی ہے۔ جو عرب جیسے وسیع ملک کو فتح کرنے کے لحاظ سے بالکل صفر ہے۔ بقول عابد نعمانی:

Overall good answer!

سرکار کے صدقے میں فاتحِ عالم
تھا کام شب و روز جنہیں سنتِ نبی ہے
تاجِ جم و قیصر ہیں میرے پاؤں کے نیچے
حاصل مجھے پابوسیٔ سرکار ہے جب سے

Structure of the answer, paper presentation and arguments quality is good

Improve the references and the headings quality part

خلاصۂ بحث

تاریخ گواہ ہے کہ مسلمان بے سر و سامان ہونے کے باوجود محض حضورؐ جیسے جرنیل اور عظیم سپہ سالار کی قیادت کی وجہ سے محفوظ رہے۔ دنیا کی حفاظت اور امن جیسے ماضی میں رسول کریم کی تعلیمات اور اسوہ حسنہ کی وجہ سے تھا، آج بھی آپؐ کے اسوۂ حسنہ کی بدولت ممکن ہے۔ اگر اقوام متحدہ مشترکہ طور پر رسالت مآبؐ کے جنگی اصولوں کو نافذ کردے تو دنیا میں کم سے کم نقصان کے ساتھ امن کی دولت حاصل کی جاسکتی ہے۔ جنگ کے اعلیٰ مقاصد، دوران جنگ اعلیٰ اخلاقی اقدار کا التزام جنگ کا بہترین طریقہ کار شاندار جنگی حکمت عملی، بہترین جنگی چالیں اور شاندار فتوحات اور کامیابیاں اس امر کا واضح ثبوت ہیں کہ حضورؐ تاریخ انسانی کے سب سے عظیم سپہ سالار تھے۔ جو سپہ سالار عظمت اور کامیابی کا خواہشمند ہے اسے آپؐ کے جنگی اصول، جنگی حکمت عملی اور اعلیٰ ظرف بطور فاتح کو اپنانا چاہیے۔

ازل اسکے پیچھے، ابد سامنے
نہ حد اسکے پیچھے، نہ حد سامنے

10
90